ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد کی شائع کردہ دو کتابوں "مجموعۂ قوانین اسلام جلد اوّل و دوم" پر ماہنامہ "برہان" دہلی مطابق اکتوبر ۱۹۶۸ء میں تبصرہ شائع ہوا ہے، جو یہاں نقل کیا جاتا ہے ——— مدیر ———

انتخاب

التقریظ والانتقاد

مجموعۂ قوانینِ اسلام[1]

☆ ——————— از سعید احمد اکبر آبادی

اسلامی فقہ کی بنیاد ان احکام و مسائل پر ہے جن کو ہمارے فقہاء نے حالات زمانہ، عرف و عادت اور مصالح مرسلہ کے پیش نظر مآخذ اربعہ کی روشنی میں استخراج و استنباط کیا ہے۔ اور چونکہ حالات بدلتے رہتے ہیں اور ان کی تبدیلی کا اثر عرف و عادت اور مصالح مرسلہ پر بھی پڑتا ہے، اس بنا پر ہر فقیہہ کے فقہ میں اس علاقہ کے سماجی اور اقتصادی حالات کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ چنانچہ امام شافعی جب مصر پہنچے تو انھوں اپنے بہت سے مسائل سے رجوع فرمالیا۔ امام اوزاعی کے فقہی مسائل خاص اہل شام کے حالات کی ترجمانی کرتے ہیں اور فقہ حنفی پر ان مخصوص حالات کا اثر صاف نظر آتا ہے جو اوسی زمانہ میں عراق اور خراسان میں پیدا ہو رہے تھے۔ یہی وہ حالات تھے، جن کا احساس امام مالک کو بھی تھا۔ چنانچہ جب خلیفہ وقت نے حضرت امام کے ساتھ غایت عقیدت و ارادت کے باعث اس بات کا ارادہ کیا کہ تمام ممالک محروسہ اسلام میں فقہ مالکی کو رائج اور دوسرے مذاہب فقہ پر عمل کرنا ممنوع

---

[1] مرتبہ جناب تنزیل الرحمن صاحب ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی: ایڈوکیٹ جلد اوّل (ضخامت ۳۴۰ صفحات) قیمت دس روپیہ۔ جلد دوم (ضخامت ۸۲۱ صفحات) قیمت پندرہ روپیہ، تقطیع کلاں ٹائپ اور کاغذ اعلیٰ اور بہت نفیس جلد مضبوط۔

پتہ:۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔

کردے تو خود امام مالک نے اس کی مخالفت کی اور منجملہ اور وجوہ کے اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی کہ ہم لوگ اہل مدینہ ہیں اور دوسرے فقہاء علمائے عراق ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عراق کے حالات اور ان کے تقاضے مدینہ کے حالات اور ان کے تقاضوں سے مختلف ہیں۔

حالات میں چونکہ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے، اس بنا پر ایک مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عہد کے حالات سے باخبر ہو۔ چنانچہ دُرمختار میں قاضی ابویوسف کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

ولم یکن عالما باحوال زمانه لم یجز له الفتیا فهو جاهل۔	جو شخص اپنے زمانہ کے احوال سے واقف نہ ہو اس کے لئے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ اور یہ عدم واقفیت اس کی بے علمی کی دلیل ہے۔

رہا عرف، تو اس کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ امام سرخسی نے مبسوط میں نقل کیا ہے: "الثابت بالعرف الثابت بالنص" یعنی عرف پر جو حکم مبنی ہوتا ہے، وہ ایسا ہی مستحکم ہوتا ہے جیسا کہ حکم مبنی بر نص ہوتا ہے۔ مجدد کی ضرورت کے سلسلے میں عام طور پر ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ "میری امت میں ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو دین کی تجدید کریں گے۔" ہمارے نزدیک اس روایت کی سند کچھ زیادہ لائق اعتبار نہیں ہے، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اس کا جو مضمون ہے، وہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ فلسفۂ تاریخ کی روشنی میں حالات ایک خاص مدت کے بعد ادلتے بدلتے رہیں گے۔ اور ان کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے ہر صدی میں لوگ موجود رہیں گے۔ چنانچہ مجدد جس طرح شخص واحد ہو سکتا ہے ایک جماعت ایک ادارہ اور ایک گروہ بھی ہو سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں تاریخ میں مسلمانوں کا جو تعامل رہا ہے، اس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ ابتدائی چند صدیوں تک مسلمانوں میں قوت اجتہاد اور استنباط و استخراج مسائل کی صلاحیت زندہ اور فعال رہی۔ لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی غلبہ و تسلط نے انہیں حالات کی تبدیلی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ البتہ ہندوستان کے حالات مختلف تھے۔ چنانچہ فیروز شاہ تغلق، شیر شاہ سوری، بابر اور اورنگزیب عالمگیر کے زمانہ میں وقتی حالات و مصالح کا احساس پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد انیسویں صدی میں جب مغرب میں نشاۃ ثانیہ کا پودا برگ و بار پیدا کرنے لگا اور اس کے اثرات مشرق میں بھی محسوس ہونے شروع ہوئے تو عالم اسلام میں سب سے پہلے ترکان آل عثمان میں فقہ کی تدوین جدید کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا، جس کا عملی نتیجہ آج مجلہ عدلیہ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے بعد عرب ممالک میں بھی یہ تحریک پھیلی اور اس سلسلہ میں چھوٹے بڑے مختلف قسم کے کام ہوئے اور ان ملکوں نے اسلام کے قوانین شخصیہ و عائلیہ پر حسب ضرورت و مصلحت نظر ثانی کر کے

ان دفعات کو اپنے ملکی قانون میں جگہ دی۔

لیکن زمانہ کسی ایک جگہ قیام نہیں کرتا۔ دورِ حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی اور پھر عالمِ اسلام کی خود مختاری و آزادی اور بین الاقوامی تعلقات و روابط نے اسلامی اجتماع و تمدن کو ایک ایسی صورت حال سے دوچار کردیا ہے جو تاریخ اسلام میں کبھی پیش نہیں آئی۔ اس بنا پر جو حالات مسلمانوں کو آج درپیش ہیں، وہ بالکل نئے قسم کے ہیں۔ اور اسی کے مطابق ان کے مطالبات اور تقاضے بھی ہیں۔ چنانچہ گزشتہ ایک رُبع صدی سے "فقہ کی تدوین جدید" عالمِ اسلام کا سب سے بڑا نعرہ ہے۔ اس پر سینکڑوں ہزاروں صفحات کے مقالات مختلف زبانوں میں لکھے جاچکے ہیں۔ سینکڑوں کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ اس موضوع پر مذاکرہ اور تبادلۂ خیال کے لئے آئے دن اِدھر اُدھر کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ بعض بعض جگہ خاص اسی کام کی تکمیل کے لئے کمیٹیاں یا ادارے بھی قائم ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ افسوس ناک اور پس ماندہ حالت برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں کی ہے۔ اس خطۂ ارضی کے علماء احتجاجی تقریریں کرنے، پُرزور مضامین و مقالات لکھنے میں اور حکومت پر نکتہ چینی کرنے میں سب سے پیش پیش ہیں لیکن بار بار کے مطالبہ اور حالات کے دباؤ کے سخت سے سخت تر ہوجانے کے باوجود بیس بائیس برس ہوگئے، آج تک وہ نہ اسلامی دستور مرتب کرکے پیش کرسکے ہیں اور نہ مسلم پرسنل لا کو مکمل اور واضح آئینی اور قانونی صورت دے سکے ہیں لیکن مطالبات وقت کے مطابق دینِ قیّم کی ٹھوس اور وقیع تر خدمت کسی گروہ یا جماعت کا اجارہ نہیں ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی توفیق ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس سے چاہے وہ کام لے لے۔

"مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

چنانچہ جہاں تک قوانین اسلام کی جدید تہذیب و ترتیب اور تدوین کا تعلق ہے، یہ "مردے از غیب" جناب تنزیل الرحمٰن صاحب ایڈوکیٹ ہیں جو اگرچہ اصطلاحاً طبقۂ علماء سے متعلق نہیں ہیں، لیکن انھوں نے جو عظیم کام کر دکھایا ہے، وہ بڑے بڑے علماء کے لئے لائق صد رشک اور مایہ ہزار غیرت ہونا چاہئے! اس اہم ذمہ داری سے وہی شخص بحسن و خوبی عہدہ برآ ہوسکتا تھا جو "قدیم اور جدید" دونوں کا ماہر اور صحیح معنی میں رمز آشنا ہو اور موصوف میں بحمد للہ یہ دونوں وصف بدرجۂ اتم یکجا ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف ایڈوکیٹ کی حیثیت سے وہ جدید قوانین اور دساتیر پر بڑی وسیع نظر رکھتے ہیں اور "قانون" سے بحیثیت فن کے واقف ہیں اور دوسری جانب شریعت اسلام کے ماخذ، اور مذاہب فقہ کا ان کا مطالعہ بہت وسیع، ہمہ گیر اور مبصرانہ ہے! اصل پروگرام قوانین اسلام کو دس جلدوں میں مرتب اور مدون کرنے کا ہے۔ اب تک اس سلسلہ کی دو جلدیں ہمیں موصول ہوئی ہیں۔ پہلی جلد

نکاح، مہر اور نفقہ کے مسائل و معاملات پر اور دوسری جلد طلاق، تفریق بین الزوجین۔ ایلاء، ظہار اور لعان وغیرہ کے احکام و مسائل اور ان سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے فاضل مرتب ایک مسئلہ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی تشریح کرتے ہیں اور پھر اس مسئلہ سے متعلق جتنے مذاہب فقہ ہوتے ہیں۔ ان سب کو یہاں تک فقہ زیدیہ اور جعفریہ کو بھی بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ مع ان کے نقلی و عقلی براہین و دلائل کے اور ان کے مآخذ کے مکمل حوالوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان سب کا تجزیہ و تحلیل کر کے اور تنقیحات قائم کر کے ان پر مدلل تبصرہ کرتے ہیں۔ پھر مسئلہ زیر بحث سے متعلق اسلامی ممالک بشمول پاکستان جو جدید قوانین وضع کئے گئے ہیں، ان کا ذکر کرتے ہیں اور سب سے اخیر میں اپنی تجویز پیش کرتے ہیں چونکہ موصوف ایک نامور ایڈوکیٹ اور ماہر قانون ہیں، اس بنا پر بحث کا انداز بالکل ایسا ہے جیسے کوئی فاضل جج فیصلہ لکھتا ہے جو کچھ لکھا ہے حزم و احتیاط اور رکھ رکھاؤ کے ساتھ بڑی شگفتہ اور سلیس و رواں زبان میں لکھا ہے۔ اور بحث کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ مکمل بحث کے بعد مسئلہ متعلقہ کے بارے میں اپنی جو تجویز پیش کی ہے، اس میں اکثر و بیشتر آئمہ احناف کا تتبع کیا اور ان کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ لیکن متعدد مقامات ایسے بھی ہیں جہاں دوسرے آئمہ کی رائے کو اقرب الی الصواب یا الیسیر العمل قرار دیا ہے۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے جب کم و بیش ہر مسئلہ میں ہی فقہاء کے متعدد اقوال ہوں، کوئی ایسا مجموعہ قوانین مرتب کرنا ناممکن ہے جس پر سب کا ہی اتفاق ہو۔ چنانچہ بعض جگہ ہم کو بھی فاضل مرتب کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ مثلاً موجودہ سماجی بے عنوانیوں کے زمانہ میں ہمارے نزدیک اسلامی حکومت کو مہر کی انتہائی مقدار معین کرنی چاہئے۔ حرمت مصاہرت کے باب میں ہمارے نزدیک شوافع کا مسلک عملاً اقرب الی الصواب ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ غایت ورع اور تقویٰ کی بات ہے۔ اسی طرح طلاق مکرہ کے معاملہ میں آئمہ ثلاثہ کی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مصنف نے کچھ بین بین بات کہی ہے۔

——— اس طرح کا اختلاف رائے اپنی جگہ پر! لیکن اس سے انکار ہرگز نہیں کیا جاسکتا کہ فاضل مصنف کا اعتدال و توازن فکر اور ان کی حق گوئی و صاف بیانی کتاب کے صفحہ صفحہ سے نمایاں ہے۔ تجدد یا ذہنی مرعوبیت کا کہیں نام و نشان بھی نہیں۔ ہم یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کتاب کی دونوں جلدوں کو حرفاً حرفاً پڑھنے کے بعد لکھ رہے ہیں۔ کتاب کے شروع میں ایک فاضلانہ مقدمہ ہے جس میں اسلام کے قانون نکاح و طلاق کا موازنہ دوسرے مذاہب اور ملکوں کے قوانین سے کر کے اسلامی قانون کی برتری واضح کی گئی ہے۔ اور آخر میں کتابیات اور نہایت مفصل اشارے ہیں۔ غرض کہ کتاب ظاہری اور معنوی دونوں حیثیتوں سے اسلامیات کے عظیم ذخیرہ میں نہایت

بیش قیمت اضافہ ہے۔ فاضل مصنف اور ادارۂ تحقیقات اسلامی، راولپنڈی دونوں اس پیش کش پر عالم اسلام کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ یہ فخر سے کہہ سکتے ہیں:

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

خدا کرے باقی جلدیں بھی اسی شان اور اہتمام کے ساتھ مکمل ہو کر جلد منصۂ شہود پر آئیں۔ آمین۔

یہ تبصرہ ایک واقعہ سنائے بغیر ختم کرنے کو جی نہیں مانتا۔ اپنے بزرگانِ دیوبند سے سنا ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال کے بڑے قدر دان تھے اور اسے غیر معمولی شوق و اشتیاق کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی مولوی صاحب نے پوچھا "حضرت الہلال میں تو تصویریں ہوتی ہیں"۔ حضرت شیخ نے جواب میں فرمایا:۔

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی　　　کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

مستشرقین کی مایۂ ناز شاہکار انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جدید ایڈیشن کی قسطیں پابندی سے نکل رہی ہیں۔ دو جلدیں عرصہ ہوا تیار ہو چکی ہیں اور اب تیسری جلد قریب ختم ہے۔ دوسری قسط نمبر ۱۷-۲۷ کی، اور حسب معمول ۱۲۸ دو کالمی صفحوں کی ضخامت کی چھپ کر اسی نومبر میں موصول ہوئی ہے۔ اس میں مقالے حرف H کے لفظ .... سے شروع ہو کر حرف I کے لفظ Ibn Fard تک آئے ہیں۔ ہر قسط کی طرح یہ قسط بھی قیمتی معلومات سے لبریز ہے اور ہمارے اہل علم اس سے کام کی باتیں بہت سی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے مشاہیر کے نام لقب چونکہ بہ کثرت "ابن" سے شروع ہوتے ہیں۔ اس لئے قدرتاً اس حصہ میں مشاہیر کے تذکرے خصوصیت سے ہیں۔ ابن عبدالوہاب، ابن عبدالبر، ابن عربی، ابن اثیر، ابن بطوطہ، ابن جوزی وغیرہم۔ ابن عربی (محی الدین) اور ابن اثیر پر اور زیادہ دلچسپ ہیں۔ مجدالدین ابوالسادات والمبارک (متوفی سنہ ۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء) کی بابت یہ صراحت دیکھنے میں آئی کہ نہایہ فی غریب الحدیث انہیں کی ہے۔ اور مشہور تاریخ الکامل اور مشہور سیرۃ صحابہ اسد الغابہ۔ ان کے چوتھے بھائی ابن اثیر عزم الدّین ابوالحسن علی (متوفی سنہ ۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء) کی اور سب سے چھوٹے بھائی ابن اثیر ضیاء الدّین ابوالفتح نصر اللہ (متوفی ۶۳۷ھ) کی کتابیں دوسری ہیں عموماً ادبی موضوں پر۔ محاربات صلیبی کے ایک مجاہد یہی تیسرے بھائی ضیاء الدین تھے۔ مجدالدین کی النہایہ کی بابت یہ پُر عظمت تصریح اسی میں دیکھنے میں آئی، کہ صاحب لسان العرب نے اپنے ضخیم و مستند لغت میں ان کی نہایہ کو پورا ضم کر لیا ہے۔

پبلشر ولیوزک اینڈ کمپنی لندن۔ قیمت دوسری قسط کی ۳ پاؤنڈ ۱۶ شلنگ — **"صدق جدید" لکھنؤ**

۶ دسمبر ۱۹۶۹ء